

سوال نمبر

جنرل (الف)

قافی بیضاوی کا مکمل تعارف۔

نام: ناصر الدین عبد اللہ بن عمر بن محمد البیضاوی الشافعی

نسب: ابو سعید، ابو الخیر، ابو محمد

لقب: ناصر الدین

ولادت: آپ ۵۸۵ ہجری میں (غالباً سائر میں صریحاً ہجری کے نصف اول)

میں شیراز کی صفاغالی لہجہ "بیضا" میں پیدا ہوئے۔ اسی نسبت سے آپ کو

بیضاوی کہا جاتا ہے

وفات: آپ نے ۶۸۵ ہجری میں وفات پائی

امام بیضاوی:

آپ امام شافعی کے عقائد تھے۔

جنرل (ب)

تفسیر بیضاوی کا اہم نام:

انوار التنزیل و اسرار التاویل

خصوصیات:

قافی صاحب کی تفسیر حقائق کلام و حکم، دقائق حدیث و معنی،

اسرار محال و بیان رموز فلسفہ و بیان وجوہ قرأت و تفسیر آیات منقول و معقول تاویلات

خواص و عروق و نحو و جہات لغات، محاسن نظم و قرآن، تیسرے عقائد تنزیل،

جس میں حکمت و حکماء کو سلام و اتری کی تحریک صلیف کر کے لیا گیا ہے اور محال و بیان

آخری کی تفسیر شافعی سے صلیف کر کے لیا گیا ہے۔

سوال نمبر ۲: سورۃ فاتحہ کا کتاب:

جزء: الف: سورۃ کی تعریف:

هي قطعة من القرآن مترجمة اقلها ثلاث ايات

علامہ کا وہ ٹکڑا جس کا مستقل نام ہو اور کم سے کم اسی تیس آیات ہوں

سورۃ کی تعریف کا آیت الکرسی پر صادق آتا۔

جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ

آیت الکرسی نام آئیں بلکہ یہ اخصافت ہے جس طرح ماد البر میں ماد (پانی)

کی ہر (توین) کی حرف اخصافت ہے۔

جناب:

لفظ سورۃ کے معنی اور ماخذ سے اسکی مناسبت:

(۱) سورۃ یا تو سورۃ البدر سے ماخوذ ہے

(۲) اس سورۃ سے ماخوذ ہے جو منزلت اور مرتبہ کے معنی میں ہو۔

مناسبت:

اگر سورۃ البدر سے ماخوذ ہو تو مناسبت یہ ہوگی کہ جس طرح سورۃ البدر

شہر کی تمام چیزوں پر مشتمل ہوگی اس طرح طلوع بھی مختلف ملکوں پر مشتمل ہوگی ہے

اگر سورۃ بعض منزلت سے ماخوذ ہو تو مناسبت یہ ہوگی کہ سورۃ میں بھی منزلتیں

اور مرتبہ ہیں لہذا وہ قدر کے اعتبار سے اور خود سورۃ ہی ایسا منزلت ہے

جزء (۳)

فاتحہ میں تاد:

فاتحہ میں تاد نقل کی ہے:

دلیل:

کیونکہ صفت کے صیغہ کو جب اسمیت کی حرف نقل کیا جاتا ہے

تو اس میں تاد کا اضافہ کر دیا جاتا ہے۔

(الف) ترجمہ عبارت:

اور جب منافقین مومنین سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں اے ایمان والے آئیے
 یہ منافقین کے مومنین اور کفار کے ساتھ معاملے اور سلوک کا بیان ہے اور جب کلمات سے
 منافقین کے واقعے کا آغاز کیا گیا ہے ان کا لانا ان منافقین کے منہب کو بیان کرنے
 کے لیے ہے ان کے نفاق کی تمہید کے لیے ہے

سوال مقدر اور امر کا جواب:

اشکال یہ ہے کہ (اذا لقوا الذين امنوا) کی وجہ سے تکرار پر
 ہو گیا۔ اس لیے کہ حشر (من الناس من يقول امنا) سے یہ حکم ہوا تھا کہ وہ ایمان پر
 کہتے ہیں۔ بالانکہ وہ بالحق مومن ہیں۔ اس لیے ان آیات سے بھی ہے۔ بات مفہوم پر
 رہی ہے۔ پس اذا لقوا کے ذکر سے فائدہ چرچہ نہ ہوا بلکہ تکرار ہو گیا۔
 جواب: حدیثوں میں بھی یہ حکم ملتا ہے کہ لیکن غرض دونوں کی ایک ہی ہے
 پہلی آیت کی غرض ان کے منہب اور بالحق عقیدے کو بیان کرنا تھا۔ اور دوسری آیت
 کی غرض ان کے مومنین و کفار کے ساتھ حکام سلوک کو بیان کرنا ہے۔

جز (ب)

چاروں فعل (لقوا - امنوا - قالوا - امنوا) کی صرفی تحقیق

علامہ کرام ان سے بخوبی واقف ہیں

جز (ج) اہمیت کا شان نزول:

عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھی ایسا جگہ پہنچے جہاں ایک عرابہ کرا
 کی ایسا جماعت کا ان کے پاس سے گزر رہا تھا عبداللہ بن ابی اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا کہ دیکھو
 میں ان کو کیسے بے وقوف بناتا ہوں اس نے خوفِ اللہ سے کہہ دیا اور کہا مانی
 رسول کے لیے خرچ کرنے والے کو خوش آمدید ہو پھر اس نے خوفِ عرفی اللہ سے کہہ دیا کہ
 بنی ہمدانی کے سردار کو خوش آمدید ہو جو یہ قافلوں میں اور اپنے مال و جان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کے لیے خرچ کرنے والے ہیں۔ پھر اس نے خوفِ علی کا بیان کیا اور کہا خوش آمدید ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کے چچا نزار بن جہالی اور ان کے علاوہ باقی تمام بزرگاشم کے سردار تو اس پر یہ کہیں نازل ہوئی

سوانح

جزالف۔ تسبیح فائزہ کی جزیرہ:

اس بارے دو عزیز ہیں کہ تسبیح سورۃ فائزہ کا جزیرہ یا نہیں

منزب اول:

امام شافعی۔ ابن عساکر۔ قراد مکہ کو فہم ان کے فقہاء کے نزدیک

بسم اللہ الرحمن الرحیم سورۃ فائزہ کا جزیرہ ہے۔

1 دلیل: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ سورۃ فائزہ کی آیتیں

پہلی آیت بسم اللہ الرحمن الرحیم ہے

2 دلیل: حضرت ام سلمہ روایت کرتی ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ فائزہ پڑھی

اور بسم اللہ تالیف بالخالیس ابتدا آیت شہادہ کی

3 دلیل: ایل علم کا اس بات پر 121 ع ہے کہ جو کچھ دفعہ تین کے درمیان ہے وہ کلام اللہ ہے

4 دلیل: قرآن کے ساتھ نیز قرآن کو نہیں لکھا گیا مگر تسبیح موجود ہے

منزب ثانی:

اضافہ امام مالک، احمدی، قراد مدینہ، ابو شامہ کے نزدیک

تسبیح سورۃ فائزہ کا جزیرہ نہیں ہے۔

1 دلیل: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میرا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخین کے بیچ

فائزہ پڑھی کسی نے چہرہ تسبیح نہیں پڑھی۔

2 دلیل: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کہ جب آیت فرماتا ہے میرے اور میرے

بہن کے درمیان صلوة یعنی سورۃ فائزہ تفسیر کر دی گئی ہے۔

★ شواہد کے دلائل کا جواب:

1 دلیل: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث خود انہیں کی روایت

کردہ حدیث کے معارض ہے۔

2 دلیل: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت کے خلاف ہے

3 دلیل: دفعہ تین کے درمیان سورۃ کے نام اور اکل آیت کے نام بھی ہیں

کیا انکو بھی کتاب اللہ کہو گے؟ اس میں مدح و براہ تسبیح سورۃ فائزہ کا جزیرہ نہیں ہے۔

قافی بیفا جوہ کے نزدیک بسم اللہ کا متعلق:

قافی بیفا جوہ کے نزدیک اقرار مقرر

کے متعلق ہے:

دلیل: کیونکہ اس کے بجز وہ نام ہے وہ قول قرات ہے لہذا افضل قرات سے مصاحبت اور ضامسبت اقرار کو ہے۔

جز (ج)

☆ (تقریم المصنوعہ) میں حصول سے مراد:

میں حاصل سے مراد

بسم اللہ ہے:

تقریم کا عمدہ ہونا:

اسکی چار وجوہات ہیں۔

1 اسکی شرافت اور جس سے تقریم حصول ہے۔

2 اختصار اور دلالت کرتا ہے

3 تحظیم میں اسکا زیادہ دخل ہے

4 وجود واقعی کے زیادہ موافق ہے۔

سوال نمبر 1

جزء الف: ترجمہ، اعراب: (وَاِذَا قَالَ لِسْمِ اللّٰهِ) ولولت الباد عوفها عنھا

اور بیشک کہا لسم اللہ۔ اور نہیں کہا باللہ کیونکہ تَبْرُک اور استعانت

لفظ اسم ذکر کرنے کے ساتھ حاصل کی جاتی ہے۔ یا قسم اور تَبْرُک میں فرق کرنے کے لیے

بسم اللہ کہا۔ اور نہیں لکھا لُیَا الف بآء کے ساتھ جس طرح قانون رسم الخط پر

کثرت استعمال کی وجہ سے۔ اور کھول کی دی گئی ہے بآء حرف الف کے عوض میں

جزء: (ب)

عبارت کی تشریح:

اس عبارت کے (نذر قافی) صاحب نے باللہ کی بجائے

بسم اللہ لکھے کی وجوہات ذکر کی ہیں اور لفظ اسم کے الف کو حرف اُس کے کی وجہ بیان کی ہے

جزء: (ج)

بسم کا معنی: قسم

تبرک کا معنی: تبرک

لفظ اسم بڑھانے سے ان کے درمیان فرق:

بسم اللہ کی بجائے اَللّٰہُ کہتا تو

اس میں قسم اور تبرک دونوں کا اقبال ہوتا۔ یعنی اس کا معنی یہ بھی ہو سکتا ہے

کہ اللہ کی قسم اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ملا بہت برائے تبرک۔

لحاظ ہے کہ تبرک اور قسم میں التباس آتا۔ اور یہ خرابی بسم اللہ لکھنے کی صورت میں نہیں

کیونکہ اس صورت میں بآء قاف کی طور پر ملا بہت کے لیے ہے۔

سوال نمبر 2

جزء الف)

ایات نستحیٰ کو ایات نعید سے مؤخر کرنے کی حکمت:

اس کے تین جواب ہیں

1 - تاثر آتھوں کے دوس میں مورفیت ہو کہ نہ دگر آتھوں میں ماقبل آخر

یاد سائن ہے۔

2 اس میں یہ تعلیم دینا ہے کہ سائن کو چاہیے کہ وہ اپنی حاجت کو طلب کرنے سے

پہلے مسئول غنائی بارگاہ میں کوئی وسیلہ پیش کرے۔ کیونکہ وسیلہ پیش کرنے

کی ضرورت میں قبولیت دعا کی زیادہ امید ہے۔

3 جب تسلیم اپنی عبارت کو اپنے نفس کی طرف منسوب کرتا ہے تو گویا اس نے فخر کا وہ

بیسرا کر دیا۔ اور قابل اعتبار شمار کر دیا ہے اس نے اپنی جانب۔ اس عبارت

کو جو اس سے صادر ہوئی ہوئی ہے پس اس فخر کو ختم کرنے کے لیے تہذیب و نصیحت پر عمل کرنا

استحانت کے معانی:

استحانت معونہ اور عدد طلب کرنے کو کہتے ہیں عام ہے کہ وہ

فروری ہو یا غیر فروری ہو۔

جنر: (ب)

طلب معونہ جمیع امور میں ضروری ہے یا صرف عبادت میں:

مقصود استحانت سے تمام مہمات کے انزال اللہ سے عدد طلب کرنا ہے اور مناسب

بھی یہی ہے۔

وجہ:

کیونکہ اگر بعض کو خاص کر لیا جائے تو اس کے معنی یہ ہوگا کہ ہم بعض چیزوں

میں عدد طلب کرتے ہیں۔ اور یہ مقام اظہار عجز کے فلاخ ہے

اب اگر اسکو دوسری قسم سے مانتے ہیں تو اسکا مطلق اور غنی العبادت ضروری ہوگا

اور معنی یہ ہوگا کہ اے باری تعالیٰ ہم تجھ سے عبادت کی ادائیگی کے انزال عدد طلب کرتے ہیں

اور اس پر تہذیب کا نظم بطور قرینہ کے دلالت کرتا ہے۔ مگر اس مفعول کو اختصاراً

اور اعتماد علی القرینہ کے حوالہ کر دیا گیا۔

جنر: (ج) غیر منقول کا مکرر لانا:

غیر بیان کو اس بات کی تفریح کے لیے مکرر لایا

کہ قابل استحانت صرف خدا تعالیٰ کی ذات ہے اس لیے سوائے کوئی اسکا لائق نہیں

سوال نمبر 3

جزء: (الف) ﴿الرَّيْبُ فِي الْأَعْيُنِ مَصْرُورٌ...﴾ واظطرا بھا۔

ترجمہ عبارت:

اور ریب اعل میں را بنی الثی کا مصدق ہے یہ اس وقت ہوتا
ہیں جب تم اندر ریب پر اتر دے شک کا نام ریب اس لیے رکھا گیا کہ
شک بھی نفس کو بے چین بنائے اسکا سکون و اطمینان کھو دیتا ہے۔

خط کشیدہ صیغہ:

را بنی:

اظطرا:

جزء: (ب)

قرآن کے اندر تو بہت شک کرنے والے ہیں لہذا ریب کا ایسا معنی کریں کہ
شک کرنے کا اعتراف فہم ہو جائے:

تفافی صاحب نے جواب دیا کہ ریب کا یہ مطلب نہیں کہ قرآن مجید میں کسی کو
شک نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ قرآن کا اللہ کی جانب سے ہونا آسان و رفیع ہے کہ
اس کے اندر کوئی عاقل شک نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اس کے دراصل بہت باتوں ہیں
اور انتہائی روشن ہیں۔

سوال نمبر 4

جزء: الف: ﴿وَالْحَايِرُ مِنْ رِشْقٍ مِمَّا رَزَقَهُمُ اللَّهُ...﴾ (تفعل انوار)

انفاق کی تعریف:

کسی بھی شے کی راہ میں مال خرچ کرنا خواہ وہ

انفاق فرض ہو یا نفل۔

مفسر کا ان الفاظ (مال کو عام ہولائی کے راستوں میں خرچ کرنا) سے عام معنی مراد لینا:

کسی قرینہ کی وجہ سے ہے:

قرینہ یہ ہے کہ اللہ نے انفاق کو مطلق خرچہ فرمایا ہے

چونکہ مطلق اپنے الحاق پر جاری ہوتا ہے اسوجہ سے انفاق بھی عام ہو گا۔

جز: ب و ص فسرہ بالزکوۃ: منکرہ عبارت سوال کا جواب ہے

سوال:

جواب:

جن خواتین نے اتفاقاً زکوۃ کے ساتھ تفسیر کی ہے اس نے اتفاقاً کل اہل نوح کا ذکر کیا ہے۔ کیونکہ ہمارے فقہم ینفقون۔ یقیمون العیالۃ کے بعد آ رہا ہے۔ اور نماز کے بعد اکثر متعلقہ زکوۃ کا ذکر آتا ہے۔ اس وجہ سے زکوۃ کو نماز کا شقیق یا ایسا ہے جس جب ہمارے فقہم ینفقون نماز کے بعد متعلقہ مذکور ہے تو اس سے فاصلہ ہو رہا ہے۔ زکوۃ مراد لیتے ہیں۔ اس لیے انہوں نے اس کی زکوۃ کے ساتھ تفسیر کی ہے۔

سوال نمبر ۱

جز: (۱) الحمد للہ الرحمن الرحیم کرمہ للتعلیل علی ما سننہ کرمہ مالک لولہ الدین

رحمن اور رحیم میں سے زیادہ بلیغ:

رحمن رحیم سے زیادہ بلیغ ہے

دلیل: کیونکہ اس کے الفاظ زیادہ ہیں اور کثرت الفاظ کثرت معانی پر دلالت کرتی ہے

رحمن کو رحیم پر مقدم کرنے کی وجہ:

اس کی کئی وجوہ ہیں

۱: لفظ رحمن جو نہ رحمت دنیا پر دلالت کرتا ہے اور رحمت دنیا پہلے ہے

ایزا رحمت دنیا پر دلالت کرنے والے لفظ کو مقدم کر دیا گیا

۲: رحمن کا اطلاق صرف رب تعالیٰ پر ہوتا ہے تو یہ علم کی مثل ہو گیا

چونکہ علم وحفی پر مقدم ہوتا ہے اس لیے لفظ رحمن کو مقدم کر دیا گیا

۳: رحمن میں اہلیت اگر کمیت کے اعتبار سے ہو تو اس سے دنیوی نعمتیں مراد ہوتی ہیں

کیونکہ دنیوی نعمتوں کی تعداد زیادہ ہے اور رحیم سے اخروی نعمتیں مراد ہیں

لہذا ہر ایک کہ دنیوی نعمتیں وجود میں اخروی نعمتوں سے مقدم ہیں اس لیے

رحمن کو رحیم پر مقدم کیا تاکہ وضع طبع کے مطابق ہو۔

۴: رحمن میں اگر اہلیت کیفیت کے اعتبار سے ہو تو اس وقت لفظ رحمن سے

اللہ کی بڑی بڑی نعمتیں مراد ہوں گی۔ اور مقام کبریا کے مناسب یہ ہے کہ

اللہ کے بڑے بڑے احسانات کا ذکر مقدم ہو۔

جز: (۲)

مالک میں قرأت:

۱: لفظ مالک کو عالم کمالی یعقوب نے انوکھے ساتھ پڑھا

اس قرأت کی تاثیر رب تعالیٰ کے اس فرمان سے ہوتی ہے: یوم لا ملک نفس النفس ثبٹا

۲: مذکورہ قاریوں کے علاوہ نے ملک کو بغیر الف کے پڑھا ہے کافی بیفادی

کا مختار بھی یہی ہے کیونکہ یہ اہل حرمین کی قرأت ہے اور اس پر دلیل من الملک الیوم ہے

اور دوسری دلیل یہ ہے کہ ملک میں مالک کی بنفیت تہیہ زیادہ ہے

لیکن مالک اس کو کہتے ہیں جو اپنی ملکوتی اشیاء میں

جس طرح پاپہ تعریف کرتے۔

اور ملک اس کو کہتے ہیں جو ملکوتی و غیر ملکوتی دونوں قسم کی مخلوق میں اور

اور خواہی کے ذریعے تعریف کرتا ہے۔

3 اور بعض نے اس کو ملک (لام سکون کے ساتھ) پڑھا ہے

اور ملک فعلی ساکن کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے

اور مالک الغائب کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے (صفت کی بنا پر یا حال کی بنا پر) ۱۹ صفحہ

جز: (۳)

یوم الدین کی وضاحت:

1 یوم الدین سے مراد جزا کا دن ہے

دلیل: حاشیہ کا یہ شعر: ولم یلق سوی الدعوان

2 دین سے مراد شریعت ہے

3 دین سے مراد جماعت ہے تو اس ضرورت میں صغاف صغیر پڑھا اور ملک

یہ ہو گا کہ شریعت و جماعت کی جزا کے دن کا مالک

لفظ دین سے یہاں مراد:

قافی بیجاوی فرماتے ہیں یا ارا دین سے

مراد لغوی معنی (یوم) ہے جو مخلوق وقت کے معنی میں ہے۔

دلیل:

اس پر دلیل مشہور مسائل پیش کی گئی ہیں تدریس

اس مسائل میں لفظ دین سے مراد بعضی جزا استعمال ہوا ہے۔

سوال نمبر 2

جز (۱) الذین یؤمنون بالغیب و ترک السیئات

ترجمہ عبارت:

اور وہ ٹوٹ جو ایمان لائے ہیں یہ دیکھ چیزوں پر یہ جملہ یا تو متعلق

یہ متقین کے ساتھ اس بناد پر کہ لغت مجرورہ مقیدہ ہے اس کے لیے
اگر تفسیر کی جائے تقویٰ کی ترک مالا لینی کے ساتھ مترتیب ہے اس متقین پر
جیسا کہ ترتیب جملہ کا ترتیب تخلیق پر اور تقویٰ کا تعقیل پر
یا لغت صوفیہ اگر تفسیر کی جائے ایسی جو عام ہو فعل حسات کو اور ترک حسات کو
عبارت کی تشریح :

قافی صاحب اس عبارت سے ما قبل کی عبارت (۱) پر

بیان کر رہے ہیں کہ ترکیبی اعتبار سے اس کے اندر دو احتمال ہیں

1 ایسا کہ اس کا ما قبل کے ساتھ تعلق ہو

2 دوسرا یہ کہ اس کا ما قبل کے ساتھ تعلق نہ ہو

پہلا احتمال :

اس کے مطابق یہ جملہ ما قبل متقین کی لغت ہے اور اپنے معنی

کی طرح مجرورہ ہے اور یہ لغت مقیدہ ہے شرط یہ ہے کہ تقویٰ کی تعریف ترک مالا

لینی کے ساتھ کی جائے

دوسرا احتمال :

جز (۱۲)

ایمان کی تعریف میں اقرار اور عمل کے داخل ہونے کے بارے میں اختلاف :

منافق، کافر، فاسق کے درمیان فرق:

منافق: جس کے اعتقاد میں خلل واقع ہو، یعنی زبان کے ساتھ اقرار کرتا ہو

اور اعتقاد کے ساتھ عمل کرتا ہو مگر تصدیق نہیں کرتا۔

کافر: جس کے اقرار باللسان میں خلل واقع ہو، یعنی تصدیق اور

عمل بالاعتقاد کرتا ہو مگر قرارت کے باوجود قہراً زبان سے اقرار نہیں کرتا۔

فاسق: جس کے عمل میں خلل واقع ہو، یعنی شریعت کے حکام پر عمل نہیں کرتا

تو ایسے شخص کے بارے میں سبب کا اتفاق نہ ہو یہ فاسق ہے۔

سورہ البزج

جز: (۱) ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالْيَوْمِ الْآخِرِ﴾

انسان کو انسان کہنے کی وجہ:

۱۔ یہ ماخوذ ہے انفس سے کیونکہ لوگ اپنے جیسوں سے انفس حاصل کرتے ہیں۔

۲۔ یہ ماخوذ ہے آنفس سے کیونکہ وہ ظاہر ہیں دیکھ جاتے ہیں اس وجہ سے

الناس میں الفلام اور من کے بارے میں تفصیل:

اس میں دو قتال ہیں

۱۔ الفلام جنسی ہو اور من موصولہ ہو۔ کیونکہ کوئی یہود و عیسٰی افراد نہیں ہیں۔

۲۔ الفلام عہد خارجی کا ہو اور من موصولہ ہوگا۔ اس سے مراد وہ لوگ

ہیں جنہوں نے کفر کیا ہو جو کہ دلوں اور مائوں پر اللہ نے عہد لگا دیا اور وہ

عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھی اور اس جیسے دوسرے منافق ہیں۔

جز: (۲)

ایمان کو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے ساتھ خاص کرنے کی وجہ:

۱۔ ان کا دعویٰ تھا کہ ہم نے ایمان کی دعویٰ جانوروں کا احاطہ کر لیا جیسے کہ یہودی اس کے

دعویٰ کے ساتھ مگر اللہ نے ان کے دعویٰ کو رد کر دیا

۲۔ ان دو چیزوں کو خیر کرنے میں ظاہر یہ کرتا ہے کہ جتنی چیزوں پر ایمان کے

افلام کے وہ دعویٰ کرتے تھے ان میں وہ منافق ہیں۔

سید الشہداء

جَنَز (۱۱) ۱۱۱ فیه ظلمت در عدد و برق — مع ظلمة الليل ۱۱۱

ترجمہ عبارت:

اس میں اندھیری ہے اور کڑک ہے اور بجلی ہے اگر صبر ہے
پھر عیب کے ساتھ بارش۔ پس اس کی ظلماتیں اس کی کثافت کی ظلمت ہے
بلوچ تسلسل قلمروں کے اور بادل کی ظلمت رات کی ظلمت کے ساتھ
ظلمات کو جمع خُزْخُرِ نَیّی وجہ:

۵ ظلمات جمع کا صیغہ ہے جو ظلمتوں کے
آمد پر دلالت کرتا ہے تو اگر جب کے ساتھ بارشیں مراد لی جائے
تو چونکہ بارشیں کی متعدد ظلمتیں ہوتی ہیں۔ مثلاً
بادلوں کا اندھیرا۔ رات کا اندھیرا۔ بارش کے پہلے در پہ قلمروں کی شناخت کا اندھیرا
اس وجہ سے ظلمات کو جمع لایا گیا۔

۲ اگر جیب سے سرزد بادل سہوں تو بادل کی متعدد ظلمتیں ہوتی ہیں
مثلاً بادل کی سیاہی کی ظلمت - اس کے تہہ بتہہ ہونے کی ظلمت
مرات کی ظلمت - تو چونکہ ظلمات متعدد نہیں اس وجہ سے جمع لایا گیا۔

جز (N)

الحمد، اعرابہ فی سے مراد:

ترجمہ: اس آواز کو کہتے ہیں جو بادل سے سنائی دیتی ہے۔

میرق: وہ شئی جو بادل میں چمکتی ہے۔

۱۰۔ عبد، برق کو جمع نہ ذکر کرنے کی وجہ:

یہ دونوں صوفیہ ہیں

اس لیے رنکو جمح آپس لایا گیا۔ کیونکہ صغیر تشبیہ اور جمح آپس
لایا جاتا۔

برہم بیفافی فہنی 7 امہ

سوال نمبر 1

جز (۱) ﴿ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ﴾

ذٰلِكَ کے متبادر الیہ میں مختلف احوال:

حور قتال ہیں

- 1 ذٰلِكَ کا متبادر الیہ الہم ہو۔ اگر الہم «المؤلف» من ہذہ الحرف کی تائید میں ہو۔ یا اسکی تفسیر قرآن یا سورۃ کے ساتھ کی جائے تب بھی متبادر الیہ الہم ہوگا
- 2 ذٰلِكَ کا متبادر الیہ الکتاب ہے۔ اس صورت میں اسم اشارہ کے لیے الکتاب صفت بنے گا۔ اور کتاب سے مراد وہ ہے جسکی انزال کا رب تعالیٰ نے وعدہ فرمایا یا جس کتاب کے انزال کا کتب سابقہ میں وعدہ کیا گیا۔

جز (۲)

تقویٰ کا لغوی معنی:

برہیز گاری، اللہ تعالیٰ کا خوف اور اسکی اطاعت

کے مطابق عمل کرنا۔

اصطلاحی معنی:

انسان کا اپنے نفس کو ان امور سے بچانا جو اس کے لیے

آخرت میں نقصان دہ ہوں

متقی کے مراتب:

1 کفر و شرک سے بیز اور بدکردہی کے عذاب سے بچنا

اسی معنی پر اللہ تعالیٰ کا فرمان و ابزر ہم فلیق التقویٰ

2 ہر اس چیز سے بچنا جسکا کرنا یا چھو کرنا ناپاکی ہے،

اور یہی مراد ہے اللہ تعالیٰ کے قول ولوان اهل القری امنوا و اتقوا

3 ہر اس چیز سے بچنا جو بالحد کی حق سے غافل کر دے اور بچنے

کو ہر پر بندہ اللہ کی طرف متوجہ ہو جائے یہی تقویٰ حقیقی ہے۔ اور یہی مطلوب ہے

اللہ تعالیٰ کے قول اتقوا اللہ حق تقاتہ سے

سوال نمبر ۳

جز (۱۱)

سورۃ فاتحہ کو سبع ضانی کہنے کی وجہ:

سبع اور ضانی یہ دونوں الگ ہیں

سبع: یہ بالاتفاق سات آیتیں ہیں اس وجہ سے سبع کہے ہیں
ضانی: یہ ضنی کی جمع ہے ضنی کا معنی ہے مکرر بار بار
 تو چونکہ یہ سورۃ نماز میں بار بار پڑھی جاتی ہے اس لیے ضانی کہے ہیں
 نیز یہ روایت اتر بھی ہو کہ اس کا نزول مکرر ہے پہلی بار حکم میں
 اور دوسری بار تحویل قبلہ کے وقت۔

جز (۱۲)

اقامۃ الصلوۃ کے معانی:

جامعاً بیان کیے ہیں

- ۱۔ اقامۃ الصلوۃ کا معنی ہے ارکان نماز کو تحویل کے ساتھ ادا کرنا
- ۲۔ اقامۃ الصلوۃ کا معنی ہے نماز پر عواظِ طہیت کرنا
- ۳۔ اقامۃ بمعنی ترویج ہے اور اس معنی میں صا سبت یعنی کہ بلا درود نماز پڑھنے اور کسی چیز کو رائج کرنے میں لوگ رغبت کرتے ہیں۔
- ۴۔ اقامۃ صلوۃ کا معنی ہے نماز کو ادا کرنا

سوال نمبر ۳

جز (۱۱)

رب کی صریح تحقیق:

- ۱۔ رب اعلیٰ کے اعتبار سے معبود ہے
- بمعنی تربیت۔ اور تربیت کا معنی ہے کسی شے کو آہستہ آہستہ بحال
 کیا پہنچانا
- ۲۔ بعض نے کہا رب رب سے صفت مشبہہ کا صیغہ ہے معبود نہیں

۱ لفظ رب جب تک منافعت نہ ہو اس کا

الطلاق صرف اللہ تعالیٰ پر ہوتا ہے غیر اللہ پر نہیں ہوتا۔

۲ بعض خواتین کی رائے میں پہلی شریعتوں میں جائز تھا اب غیر اللہ کے لیے لفظ رب کا استعمال جائز نہیں۔

جز ۱۲

عالم کے معانی کے تمام اقسام:

تین اقسام ہیں

۱ عالم اس چیز کا نام ہے جس سے دوسری شئی کا علم حاصل ہو

جیسے خاتمہ اور قالب وغیرہ پھر غلبۃ ان چیزوں میں استعمال ہونے لگا جن سے
صانع کا علم ہو

۲ علم ہر وہ چیز ہے جو صانع کا سوا ہو۔ یعنی جو اس اور اعراض

کیونکہ ہر چیز اپنے ملک اور مشرک کی طرف محتاج ہونے کی وجہ سے صانع کے وجود پر جلالت
کرتی ہیں جو رب لڑاتے ہیں،

۳ عام اسم ہے وقع کیا گیا ہے ذوی العلم کے لیے یعنی ملائکہ اور انسان اور دوسروں
کو تبتاً شامل ہے،

عالم کو جمع ذکر کرنے کی وجہ:

تاکہ یہ اپنے مائت تمام اجناس کو

شامل ہو۔ یعنی دنیا کے اندر جتنی اشیاء ہیں سب پر بولا جائے

سوائے خدا جزا معنوی حالات:

جز ۱۲: اللہ نے خلیفہ کیوں بنایا:

جو نہ انسان بغیر و سوا کے رب تعالیٰ

سے برکات اور فیض حاصل کرنے سے قاصر ہے اس لیے خلیفہ بنایا

یعنی بیماری اختیار کی کہ بیش تر خلیفہ بنایا کہ ہم و سوا کے محتاج ہے۔

بیرجہ بیفاوی غنی ۱۸۵۲

سوال نمبر ۱

جز (الف) بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ ما فاتکم ما جز ہونا:

یہ صفحہ ۱۸ ہے گنر چکا ہے۔

جز: (ب)

بسم اللہ ما جلتی صغر اپنے نام مؤخر:

تانی بیفاوی کے نزدیک

مؤخر ہے۔

بسم اللہ میں باد:

علا بہت کی ہے

جز (ج)

لفظ اسم کا مشتق منہ:

1: بعضی کہتے ہیں اسم سے مشتق ہے اور بنا حق ہے واد کو حرف کیا اور

اول کو سائن کیا پھر سائن سے ابتدا بحال تھی کہ اول میں ہمزہ وعلی نے آئے

2: کو غی کہ میں سہم سے مشتق ہے اور اسکی اصل وسم ہے واد کو

حرف کرنا ہمزہ وعلی اسکی شروع میں لائے

بسم اللہ کی باد مکتور ہونے کی وجہ:

اس لیے کہ باد لزوم حرفت

اور حرف جر ہونے کی لزومیت کے ساتھ محفوض ہے جس طرح کہ لام امر

کو کسرہ دیا گیا اور لام افافہ کو جبکہ وعلی پر داخل ہو۔

جز (الف)

ترجمہ عبارت:

نہ ائیں راہ پر جن پر عقیب ہو اور نہ ائیں راہ
 پر جو گمراہ ہوں (غیر المصنوب علیہم والا فضالین) الذین سے بدل ہے اس
 صورت میں معنی یہ ہے کہ جن پر انعام ہوا اور وہ وہ لوگ ہیں جو عقیب
 و فضلہ سے سزا مستحق ہیں

فتم اور غشاوہ کا معنی: ترکیبی احتمالات:

- 1 الذین سے بدل ہے
- 2 عاقبہ کے لیے عفت کا شوق یا مقصد ہے
- 3 ابن کثیر سے منقول ہے کہ غیر المصنوب، نعمت علیہم کی غیر ضرور سے حال
 واقع ہونے کی بنا پر مصنوب ہے اور اس میں نعمت حاصل ہے
- 4 یا اعلیٰ مقرر کی وجہ سے مصنوب ہے

جز (ب)

مصنوب اور فضالین سے مراد:

- 1 مصنوب علیہم سے مراد یہودی ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں کے بارے میں
 فتمم من لدنہ اللہ و عقیب علیہ فرمایا ہے
 - 2 فضالین سے مراد نصاریٰ ہیں کیونکہ اللہ نے ان کے حق میں قرقلو امن
 قبل و رقلو اکثر فرمایا ہے
 - 3 مصنوب علیہم سے ناغمان مراد ہیں
 - 4 فضالین سے وہ لوگ مراد ہیں جو خدائی معرفت سے گمراہ ہیں
- آمین کا معنی:

اسم فعل استجب کا ناک ہے

آمین کی فضیلت:

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو یہ لے کر پڑھے اور اللہ نے اس کی سورت فاتحہ کے قلم پر جانے کے بعد آمین کی تعلیم دی اور کہا آمین کی حدیث سورت فاتحہ کے بعد الہی ہے جو میری حدیث خط کے اندر ہے یعنی جس طرح میرے لکھنے سے خط فساد سے محفوظ ہو جاتا ہے اسی طرح آمین سے سورت فاتحہ جو کہ دعا بھی ہے زائل ہونے سے محفوظ ہو جاتی ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے آمین رب العالمین کی میرے جھکو لگاؤ اللہ نے اپنے بندے کی دعا کو میرے لگاؤ پر تکرر دیا ہے

سورہ بقرہ

بسم اللہ (۱) فتم اللہ علی قلوبہم

ترجمہ عبارت

میرے لگاؤ ہی اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر اور ان کے کانوں پر اور ان کی آنکھوں پر لیر دہ ہے یہ حکم سابق کی علت ہے اور اس کے حقیقی کا بیان ہے۔

فتم اور غشادۃ کا صنف:

فتم: اس کا صنف ہے کسی چیز پر میرے لگاؤ اسکو بند کر دینا اور اسکو چھپا دینا۔ توشی پر میرے لگاؤ اسکو بند کر دیا جاتا ہے غشادۃ: فخالقہ وزن پر ہے جسا صنف ہے وہ چیز جو کسی چیز کو ڈھانپا دے اور اس کے ساتھ پردہ ہے،

جز (ب)

مقررہ کی تاویل:

۱۔ آیت فتم اللہ سے ان کے دلوں کی حالت کی مثال دینا ہے جو پائپوں کے دیوں کے ساتھ کہ جو پائپوں کو اللہ نے دیانت سے خالی پیدا فرمایا ہے یہ بھی دیانت سے خالی ہیں

2 حقیقت میں یہ غفلتیں گان کاغذ کا تھا کیلین جی ان سے اس

غل کا عبور اللہ تعالیٰ کے ان کو قدرت دینے سے ہے تو اس غفل کی نسبت
اللہ تعالیٰ کی طرف عجز کی گئی

3 کفار یہ کہتے تھے کہ ہمارے دل پردے میں ہیں اس سے جس کی طرف آپ ہیں
دعوت دیتے ہیں اور ہمارے کانوں میں بوجھ ہے اور ہمارے اور آپ کے درمیان

پر دھ ہے

یا یہ فتنہ آخرت میں ہو گا اور سب کو عافی سے اس لیے بے خبر کیا گیا کہ اس کا

وقوع یقینی ہے

5 فتنہ سے مردانگی دلوں کی علامت ہے جسے فرشتے پہچان کر ان سے

نفرت کر رہے تھے